THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

زاد المعاد اور سبل الہدیٰ والرشاد میں اصولِ تعلیم وتربیت کا استنباط اور معاصر اطلاق: ایک تقابلی مطالعہ

Deriving Principles of Education and Moral Training from Zād al-Maʿād and Subul al-Hudā wa al-Rashād and Their Contemporary Application: A Comparative Study

Danish Mehmood Khan[1]
Prof. Dr. Muhammad Aslam Khan[2]

Abstract

The life of the Holy Prophet Muhammad ﷺ is the most complete model of education (taʿlīm) and moral training (tarbiyah) in Islamic tradition, yet the pedagogical principles embedded in the classical Sīrah literature have seldom been extracted systematically and compared across works. This study examines two major sources that approach the Prophetic model from different angles: Zād al-Maʿād fī Hady Khayr al-ʿIbād of Ibn Qayyim al-Jawziyyah (d. 751 AH), an analytical work that organises the Prophet's guidance (hady) by theme and repeatedly derives practical lessons (fawāʾid) from events, and Subul al-Hudā wa al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād of Muḥammad ibn Yūsuf al-Ṣāliḥī al-Shāmī (d. 942 AH), an encyclopaedic compilation drawn from more than three hundred works that devotes explicit chapters to the Prophet's conduct in knowledge, speech and dealings with children. Using a qualitative, descriptive-analytical and comparative method, the study identifies, from the texts of both works, eight core principles: clarity and repetition in explanation; gradualism; gentleness and the rejection of harshness; dialogue and questioning; attention to individual differences; moderation in pace and quantity; exemplary conduct and truthfulness; and inclusiveness, including the education of women and the emotional care of children. Each principle is supported by authentic Hadith and by the views of classical educators such as al-Ghazālī and Ibn Khaldūn, as well as contemporary Arab scholars including Muḥammad al-Ṭāhir ibn ʿĀshūr and ʿAbd al-Majīd al-Bayānūnī. The comparison shows that the two works are complementary: Zād al-Maʿād supplies the method of derivation (istinbāṭ), while Subul al-Hudā supplies a wide, organised body of evidence. The study then applies these principles to present challenges in Pakistan, such as rote learning, corporal punishment, out-of-school children, digital distraction and weak teacher training, and proposes a practical framework at the levels of teacher, curriculum and system.

Keywords: *Prophetic Pedagogy; Zād al-Maʿād; Subul al-Hudā wa al-Rashād; Islamic Education; Tarbiyah; Comparative Study*

تمہید

اسلام کی پہلی وحی کا پہلا لفظ ﴿اقْرَأْ﴾ ہے، اور قرآنِ کریم نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد ہی تعلیم اور تزکیہ کو قرار دیا ہے: ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[3] "وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی

---

[1]PhD Scholar,Department of Islamic Studies. Qurtuba University of Science & Information Technology,Dera Ismail Khan, Pakistan. danishmehmoodk@gmail.com

[2]Professor,Department of Islamic Studies, Qurtuba University of Science & Information Technology.Dera Ismail Khan, Pakistan

[3]القرآن الکریم، الجمعہ 2:62۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

آیتیں پڑھتا ہے، انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔" اس آیت میں تعلیم (کتاب و حکمت سکھانا) اور تربیت (تزکیہ) دونوں ایک ساتھ آئے ہیں، گویا اسلامی نقطۂ نظر سے علم اور کردار کو الگ الگ نہیں کیا جا سکتا۔

رسول اللہ ﷺ نے خود اپنے آپ کو معلم کے طور پر متعارف کرایا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے طرزِ تعلیم کو جس محبت سے یاد رکھا، اس کی ایک خوبصورت مثال حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔ ان سے نماز میں ایک غلطی ہو گئی، لوگوں نے انہیں گھور کر دیکھا، مگر نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جس انداز سے انہیں سمجھایا، اس پر وہ کہتے ہیں:

«فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي! مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ! مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي»[4]

"میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر سکھانے والا کوئی معلم نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! نہ آپ نے مجھے جھڑکا، نہ مارا اور نہ برا بھلا کہا۔"

یہ ایک جملہ نبوی طرزِ تعلیم کی روح بیان کر دیتا ہے: سختی کے بغیر اصلاح، اور عزت کے ساتھ رہنمائی۔ آج ہمارے تعلیمی ادارے رٹے، سختی، بے مقصد امتحانات اور اخلاقی تربیت کی کمی جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ سیرتِ طیبہ کے بڑے مصادر سے تعلیم و تربیت کے اصول باقاعدہ اخذ کیے جائیں اور انہیں آج کے حالات پر منطبق کیا جائے۔

سیرت کے ذخیرے میں دو کتابیں اس اعتبار سے خاص اہمیت رکھتی ہیں۔ ایک امام ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م 751ھ) کی "زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" ہے، جو نبی کریم ﷺ کے طریقوں (ہدی) کو موضوع وار بیان کرتی ہے اور واقعات سے فوائد و مسائل اخذ کرنے کا خاص اسلوب رکھتی ہے۔ دوسری علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (م 942ھ) کی "سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" ہے، جو سیرت کا ایک عظیم انسائیکلوپیڈیا ہے۔ زیرِ نظر مقالہ انہی دو کتب سے اصولِ تعلیم و تربیت کا استنباط کرتا ہے، ان کے مناہج کا تقابل کرتا ہے اور ان اصولوں کو موجودہ تعلیمی مسائل پر منطبق کرتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں، مگر ان کا زیادہ تر مطالعہ تاریخی واقعات یا فقہی مسائل کے زاویے سے ہوا ہے۔ ان کتب میں بکھرے ہوئے تعلیمی و تربیتی اصولوں کو منظم انداز میں اخذ کرنے اور مختلف کتب کے منہج کا باہمی تقابل کرنے کا کام کم ہوا ہے۔ خاص طور پر "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ" جیسے دو مختلف مزاج کی کتابوں کو تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک ساتھ پڑھنے اور ان سے معاصر تعلیمی مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش بہت کم نظر آتی ہے۔ یہی اس تحقیق کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس تحقیق کا مقصد یہ ہے کہ دونوں کتب کے منہج کا تعارف کرایا جائے، ان کے متون سے تعلیم و تربیت کے بنیادی اصول دلائل کے ساتھ اخذ کیے جائیں، ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے، اور معلم، نصاب اور تعلیمی نظام کی سطح پر ان کے معاصر اطلاق کا ایک قابلِ عمل خاکہ تجویز کیا جائے۔

یہ تحقیق معیاری (Qualitative) نوعیت کی ہے اور اس میں بیانیہ، تجزیاتی اور تقابلی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ "زاد المعاد" کا نسخہ مؤسسۃ الرسالہ (تحقیق شیخ شعیب ارناؤوط و عبد القادر ارناؤوط) اور "سبل الہدیٰ والرشاد" کا نسخہ دار الکتب العلمیہ (تحقیق عادل احمد عبد الموجود و علی محمد معوض) بنیادی مصادر کے طور پر "المکتبۃ الشاملۃ" سے لیے گئے ہیں۔ معاصر عرب علما کی تصانیف "مکتبۃ المسجد النبوی" کے رقمی نسخوں سے لی گئی ہیں۔ طریقۂ کار یہ رکھا گیا ہے کہ ہر اصول کے تحت پہلے دونوں کتب کی عبارات پیش کی جائیں، پھر ان کی تائید دیگر مصادر سے کی جائے، اور آخر میں اس اصول کا معاصر اطلاق بیان کیا جائے۔ عربی عبارات کا ترجمہ ساتھ دیا گیا ہے اور حوالہ جات شکاگو مینول آف اسٹائل کے مطابق ہیں۔

---

[4] مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقي (بیروت: دار إحياء التراث العربي، س ن)، 1:381، رقم 537۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

نبوی طرزِ تعلیم پر عربی زبان میں کئی اہم کتابیں موجود ہیں۔ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ کی "الرسول المعلم ﷺ واسالیبہ فی التعلیم" اس موضوع پر ایک بنیادی تصنیف ہے، جس میں احادیث سے رسول اللہ ﷺ کے تقریباً چالیس تعلیمی اسالیب جمع کیے گئے ہیں۔[5] شام کے معاصر عالم ڈاکٹر عبد المجید بیانونی نے "مواقف تربویۃ من ہدی الرسول ﷺ" میں بچوں کی تربیت سے متعلق احادیث جمع کر کے ہر حدیث سے تربیتی نکات اخذ کیے ہیں، اور اپنی کتاب کی وجہِ تالیف یوں بیان کی ہے:

«ولعلّ الحاجة إلى التأصيل الشرعي لأصول التربية ومبادئها تأتي على رأس الأولويات في هذا المجال، لما للتربية من أثر فعّال في بناء الأجيال التي تقود مسيرة الأمة، وتصنع مستقبلها»[6]

"شاید اس میدان میں سب سے پہلی ضرورت یہ ہے کہ تربیت کے اصولوں اور مبادی کی شرعی بنیاد واضح کی جائے، کیونکہ تربیت ان نسلوں کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے جو امت کے سفر کی قیادت کرتی ہیں اور اس کا مستقبل بناتی ہیں۔"

تیونس کے جلیل القدر عالم علامہ محمد طاہر ابن عاشور رحمہ اللہ نے "الیس الصبح بقریب" میں اسلامی تعلیم کی تاریخ کا جائزہ لے کر اس کے زوال کے اسباب اور اصلاح کی تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ تعلیم کی درستی ہمیشہ قوموں کی امتیازی پہچان رہی ہے، اور بڑے علما تعلیم کے اسالیب کو بہتر بنانے کا اہتمام کرتے رہے ہیں:

«وقد كان صلاح التعليم من مميزات الأمم... وقد كان أساطين العلماء يهتمون بتحسين أساليب التعليم»[7]

"تعلیم کی درستی قوموں کی امتیازی خصوصیات میں سے رہی ہے... اور بڑے بڑے علما تعلیم کے طریقوں کو بہتر بنانے کا اہتمام کیا کرتے تھے۔"

ان کتب کی اہمیت مسلّم ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ" کو خاص طور پر سامنے رکھ کر ان کے منہج استنباط کا تقابل نہیں کرتی۔ اردو میں سیرت کی کتب سے تعلیمی اصول اخذ کرنے پر کچھ مقالات ضرور لکھے گئے ہیں، مگر ان میں عموماً متعدد مصادر کو ملا کر بیان کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ دونوں کتب کے متن کو براہِ راست بنیاد بنا کر ان کا تقابلی مطالعہ پیش کرتا ہے، جو اس کا امتیازی پہلو ہے۔

1: تعلیم و تربیت کا مفہوم اور سیرت میں اس کی حیثیت

"تعلیم" کا مطلب ہے علم منتقل کرنا اور کسی بات کو سمجھا دینا، جبکہ "تربیت" کا مطلب ہے کسی چیز کو آہستہ آہستہ اس کے کمال تک پہنچانا۔ تعلیم کا تعلق زیادہ تر ذہن سے ہے اور تربیت کا تعلق کردار، عادات اور رویوں سے۔ نبوی منہج کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں یہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں: رسول اللہ ﷺ صرف معلومات نہیں دیتے تھے بلکہ سیکھنے والے کی شخصیت سنوارتے تھے۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے "احیاء علوم الدین" میں معلم کی ذمہ داریوں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلی ذمہ داری یہ بتائی ہے:

«الوظيفة الأولى: الشفقة على المتعلمين وأن يجريهم مجرى بنيه، قال رسول الله ﷺ: إنما أنا لكم مثل الوالد لولده»[8]

"پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ معلم طلبہ پر شفقت کرے اور انہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھے، (کیونکہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے لیے ایسا ہی ہوں جیسے باپ اپنی اولاد کے لیے۔"

---

[5] عبد الفتاح أبو غدة، الرسول المعلم ﷺ وأساليبه في التعليم (حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية؛ بيروت: دار البشائر الإسلامية، 1417ھ/1996ء)۔

[6] عبد المجيد البيانوني، مواقف تربوية من هدي الرسول ﷺ، نسخہ رقمیہ، مكتبة المسجد النبوي (منصة الجامع)، ص 14، https://aljam3.com/ar/60294/100701/14۔

[7] محمد الطاهر ابن عاشور، أليس الصبح بقريب: التعليم العربي الإسلامي، دراسة تاريخية وآراء إصلاحية، نسخہ رقمیہ، مكتبة المسجد النبوي (منصة الجامع)، ص 10، https://aljam3.com/ar/60925/101360/10۔

[8] أبو حامد محمد بن محمد الغزالي، إحياء علوم الدين (بيروت: دار المعرفة، س ن)، 1:55۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

امام غزالی رحمہ اللہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو شخص تعلیم کا کام سنبھالتا ہے وہ "ایک عظیم معاملے اور بھاری ذمہ داری" کا بوجھ اٹھاتا ہے۔[9]

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" کے مقدمے میں اس بات پر زور دیا ہے کہ انسان کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ انبیاء علیہم السلام ہی کی رہنمائی سے کھلتا ہے، اور اخلاق و اعمال کو پرکھنے کا پیمانہ انہی کی سیرت ہے:

«فَالطَّيِّبُ مِنَ الْأَعْمَالِ وَالْأَقْوَالِ وَالْأَخْلَاقِ لَيْسَ إِلَّا هَدْيَهُمْ وَمَا جَاءُوا بِهِ، فَهُمُ الْمِيزَانُ الرَّاجِحُ الَّذِي عَلَى أَقْوَالِهِمْ وَأَعْمَالِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ تُوزَنُ الْأَقْوَالُ وَالْأَخْلَاقُ وَالْأَعْمَالُ»[10]

"پاکیزہ اعمال، اقوال اور اخلاق صرف وہی ہیں جو انبیاء کا طریقہ اور ان کی لائی ہوئی تعلیم ہے۔ وہی وہ بھاری ترازو ہیں جس پر تمام اقوال، اخلاق اور اعمال تولے جاتے ہیں۔"

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم و تربیت کا معیار اور نمونہ سیرتِ طیبہ ہے، اس لیے کسی بھی تعلیمی نظام کی اسلامی بنیاد رکھنے کے لیے سیرت کا مطالعہ ناگزیر ہے۔

2: دونوں کتب کا تعارف اور منہجِ استنباط

زاد المعاد: تعارف اور منہج

"زاد المعاد فی ہدی خیر العباد" امام شمس الدین محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (751–691ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کتاب کا موضوع رسول اللہ ﷺ کا "ہدی" یعنی طریقہ اور طرزِ عمل ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اسے عبادات، معاملات، معاشرت، طب، غزوات اور وفود جیسے ابواب میں تقسیم کیا ہے، اور ہر باب میں "فصل فی ہدیہ ﷺ فی..." کے عنوان سے آپ ﷺ کا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی ایک دلچسپ خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے اسے سفر کی حالت میں لکھا۔ وہ مقدمے میں فرماتے ہیں کہ یہ چند کلمات ہیں جو:

«مَعَ تَعْلِيقِهَا فِي حَالِ السَّفَرِ لَا الْإِقَامَةِ، وَالْقَلْبُ بِكُلِّ وَادٍ مِنْهُ شُعْبَةٌ، وَالْهِمَّةُ قَدْ تَفَرَّقَتْ»[11]

"سفر کی حالت میں لکھے گئے، اقامت کی حالت میں نہیں، جبکہ دل کا ایک ایک حصہ ہر وادی میں بٹا ہوا تھا اور توجہ منتشر تھی۔" اس کے باوجود کتاب کا علمی معیار اس قدر بلند ہے کہ بعد کے سیرت نگاروں نے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

"زاد المعاد" کے منہج کی سب سے نمایاں خصوصیت "استنباط" ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کسی واقعے کو بیان کرنے کے بعد اس سے حاصل ہونے والے فوائد اور مسائل کی فہرست مرتب کرتے ہیں۔ مثلاً صلحِ حدیبیہ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد انہوں نے ایک مستقل فصل قائم کی ہے:

«فَصْلٌ فِي بَعْضِ مَا فِي قِصَّةِ الْحُدَيْبِيَةِ مِنَ الْفَوَائِدِ الْفِقْهِيَّةِ»[12]

"قصۂ حدیبیہ میں موجود بعض فقہی فوائد کے بیان میں ایک فصل"، اور پھر "ومنہا... ومنہا..."۔

کے انداز میں درجنوں نکات اخذ کیے ہیں۔ ان میں سے کئی نکات براہِ راست تعلیم و تربیت سے متعلق ہیں، جیسے مشاورت کی اہمیت، صبر و تحمل، اور موقع کے مطابق بات کرنا۔ یہی "واقعہ سے اصول" نکالنے کا طریقہ اس مقالے کے لیے منہجی رہنما ہے۔

---

[9] الغزالي، إحياء علوم الدين، 1:55۔

[10] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد في هدي خير العباد، تحقيق شعيب الأرنؤوط وعبد القادر الأرنؤوط (بيروت: مؤسسة الرسالة، ط27، 1415ھ/1994ء)، 1:68۔

[11] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 1:69۔

[12] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 3:267۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

سبل الہدیٰ والرشاد: تعارف اور منہج

"سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی رحمہ اللہ (م 942ھ) کی تصنیف ہے، جو امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے۔ یہ کتاب سیرتِ نبوی ﷺ کا ایک عظیم دائرۃ المعارف ہے۔ مصنف اپنے منہج کے بارے میں فرماتے ہیں:

«فهذا كتاب اقتضبته من أكثر من ثلاثمائة كتاب، وتحرّيت فيه الصّواب... ولم أذكر فيه شيئاً من الأحاديث الموضوعات، وختمت كلّ باب بإيضاح ما أشكل فيه... مع بيان غريب الألفاظ وضبط المشكلات، والجمع بين الأحاديث التي قد يظنّ أنّها من المتناقضات»[13]

"یہ کتاب میں نے تین سو سے زیادہ کتابوں سے منتخب کی ہے اور اس میں درستی کا اہتمام کیا ہے... اس میں کوئی من گھڑت حدیث ذکر نہیں کی، اور ہر باب کے آخر میں مشکل مقامات کی وضاحت کی ہے... نیز نامانوس الفاظ کی تشریح، مشکل الفاظ کے اعراب اور بظاہر متعارض احادیث میں تطبیق بھی دی ہے۔"

"سبل الہدیٰ" کی ترتیب یہ ہے کہ بڑے موضوعات کو "جماع ابواب" کے تحت جمع کیا گیا ہے، ہر باب کو "انواع" میں تقسیم کیا گیا ہے، اور آخر میں "تنبیہات" کے عنوان سے وضاحتیں دی گئی ہیں۔ تعلیم و تربیت کے لحاظ سے اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اس موضوع پر مستقل ابواب موجود ہیں، مثلاً "جماع ابواب سیرتہ ﷺ فی العلم" کے تحت "الباب الاول فی آدابہ ﷺ فی العلم"، جس میں سترہ (17) انواع کے تحت آپ ﷺ کے تعلیمی آداب جمع کیے گئے ہیں۔[14] اسی طرح "صفۃ کلامہ ﷺ" اور "سیرتہ ﷺ فی الاطفال" کے ابواب بھی تعلیم و تربیت کے لیے بنیادی مواد فراہم کرتے ہیں۔

دونوں کتب کا باہمی تعلق

ایک قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے "زاد المعاد" سے براہِ راست استفادہ کیا ہے۔ آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو کے باب کے آخر میں "تنبیہات" کے تحت وہ لکھتے ہیں:

«قال في زاد المعاد: كان ﷺ أفصح خلق الله وأعذبهم كلاما وأسرعهم أداء، وأحلاهم منطقا، حتى كان كلامه يأخذ بالقلوب»[15]

"زاد المعاد میں ہے کہ آپ ﷺ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ فصیح، سب سے شیریں کلام، سب سے بہتر ادائیگی والے اور سب سے میٹھی گفتگو والے تھے، یہاں تک کہ آپ کا کلام دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کتب ایک علمی تسلسل کا حصہ ہیں: "زاد المعاد" تجزیہ اور استنباط کا نمونہ ہے، اور "سبل الہدیٰ" نے اس تجزیے کو بھی اپنے وسیع ذخیرۂ روایات کا حصہ بنا لیا ہے۔

3: اصولِ تعلیم و تربیت کا استنباط

دونوں کتب کے متون کا مطالعہ کرنے سے تعلیم و تربیت کے متعدد اصول سامنے آتے ہیں۔ ذیل میں آٹھ بنیادی اصول دلائل کے ساتھ پیش کیے جاتے ہیں۔

---

[13] محمد بن یوسف الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد، تحقيق عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض (بيروت: دار الكتب العلمية، 1414ھ / 1993ء)، 1:3۔

[14] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:39–134۔

[15] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 7:131۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

پہلا اصول: وضاحت، ٹھہراؤ اور تکرار

تعلیم کی پہلی شرط یہ ہے کہ بات سننے والے کی سمجھ میں آئے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو کو یوں بیان کیا ہے:

«وَكَانَ إِذَا تَكَلَّمَ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ مُفَصَّلٍ مُبَيَّنٍ يَعُدُّهُ الْعَادُّ، لَيْسَ بِهَذٍّ مُسْرِعٍ لَا يُحْفَظُ، وَلَا مُنْقَطِعٍ تَخَلَّلُهُ السَّكَتَاتُ بَيْنَ أَفْرَادِ الْكَلَامِ... وَكَانَ كَثِيرًا مَا يُعِيدُ الْكَلَامَ ثَلَاثًا لِيُعْقَلَ عَنْهُ»[16]

"آپ ﷺ جب گفتگو فرماتے تو ایسا واضح اور جدا جدا کلام کرتے کہ گننے والا (اس کے الفاظ) گن سکتا۔ نہ اتنا تیز کہ یاد نہ رہے، اور نہ اتنا ٹوٹا ہوا کہ الفاظ کے درمیان (بے جا) خاموشیاں آئیں... اور آپ اکثر بات کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ اچھی طرح سمجھ لی جائے۔"

علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے اسی مضمون کو ایک مستقل نوع کے طور پر قائم کیا ہے: "النوع الثانی: فی اعادتہ ﷺ الکلمۃ ثلاثا لتعقل"، اور اس کے تحت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے:

«كان رسول الله ﷺ يعيد الكلمة ثلاثا لتعقل عنه»[17]

"رسول اللہ ﷺ بات کو تین بار دہراتے تاکہ وہ اچھی طرح سمجھ لی جائے۔"

پھر "آدابہ ﷺ فی العلم" کے باب میں بھی "التاسع فی اعادتہ ﷺ الحدیث ثلاثا لیفہم عنہ" کے عنوان سے یہی اصول دوبارہ ذکر کیا ہے۔[18] اسی باب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی نقل ہے کہ آپ ﷺ کا کلام ایسا واضح ہوتا "یفہم کل من یسمعہ"، یعنی ہر سننے والا اسے سمجھ لیتا۔[19]

اس اصول کا تعلیمی پیغام یہ ہے کہ معلم کی کامیابی کا معیار اس کا علم نہیں بلکہ طالب علم کا فہم ہے۔ آج کی تعلیمی نفسیات بھی یہی بتاتی ہے کہ بات کو ٹھہر ٹھہر کر، چھوٹے حصوں میں اور مناسب تکرار کے ساتھ بیان کیا جائے تو وہ دیر تک یاد رہتی ہے۔

دوسرا اصول: تدریج

انسان کی عادتیں اور ذہن ایک دم نہیں بدلتے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے روزے کی فرضیت کی حکمت بیان کرتے ہوئے اس اصول کو یوں واضح کیا ہے:

«وَلَمَّا كَانَ فَطْمُ النُّفُوسِ عَنْ مَأْلُوفَاتِهَا وَشَهَوَاتِهَا مِنْ أَشَقِّ الْأُمُورِ وَأَصْعَبِهَا، تَأَخَّرَ فَرْضُهُ إِلَى وَسَطِ الْإِسْلَامِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ، لَمَّا تَوَطَّنَتِ النُّفُوسُ عَلَى التَّوْحِيدِ وَالصَّلَاةِ، وَأَلِفَتْ أَوَامِرَ الْقُرْآنِ، فَنُقِلَتْ إِلَيْهِ بِالتَّدْرِيجِ»[20]

"چونکہ نفس کو اس کی مانوس چیزوں اور خواہشات سے چھڑانا سب سے مشکل کاموں میں سے ہے، اس لیے روزے کی فرضیت ہجرت کے بعد اسلام کے درمیانی دور تک مؤخر رہی، جب دل توحید اور نماز پر جم گئے اور قرآن کے احکام سے مانوس ہو گئے، تب انہیں تدریج کے ساتھ اس کی طرف منتقل کیا گیا۔" اسی مقام پر امام ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ روزہ پہلے اختیار کے ساتھ فرض ہوا، پھر لازم کیا گیا۔[21]

---

[16] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 1:175۔

[17] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 7:129۔

[18] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:137۔

[19] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 7:129۔

[20] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 2:29۔

[21] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 2:29۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اسی اصول کو با قاعدہ تعلیمی قاعدے کی صورت میں بیان کیا ہے:

«اعلم أنّ تلقين العلوم للمتعلّمين إنّما يكون مفيدا إذا كان على التّدريج شيئا فشيئا وقليلا قليلا»[22]

"جان لو کہ طلبہ کو علوم سکھانا اسی وقت مفید ہوتا ہے جب تدریج کے ساتھ ہو، تھوڑا تھوڑا اور رفتہ رفتہ۔"

آج کی زبان میں اسے "مرحلہ وار نصاب" یا "اسپائرل کریکولم" کہا جاتا ہے، جس میں سادہ سے مشکل کی طرف اور معلوم سے نامعلوم کی طرف بڑھا جاتا ہے۔

تیسرا اصول: نرمی، شفقت اور سختی سے اجتناب

نبوی تعلیم کا سب سے روشن پہلو نرمی ہے۔ قرآنِ کریم نے اس نرمی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا اثر اور دعوت و تعلیم کی کامیابی کی شرط قرار دیا ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾[23] "پس اللہ کی رحمت ہی سے آپ ان کے لیے نرم ہیں، اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بکھر جاتے۔" یہ آیت بتاتی ہے کہ سخت مزاجی سیکھنے والوں کو استاد سے دور کر دیتی ہے، چاہے استاد کا علم کتنا ہی بلند ہو۔ حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی گواہی تمہید میں گزر چکی ہے۔ "سبل الہدیٰ" میں علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے "سیرتہ ﷺ عند الغضب" کے باب میں ایک نہایت جامع ہدایت نقل کی ہے:

«علّموا ويسّروا، علّموا ويسّروا، قالها ثلاثا، وإذا غضبت فاسكت»[24]

"سکھاؤ اور آسانی پیدا کرو، سکھاؤ اور آسانی پیدا کرو، آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا، اور جب تمہیں غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ۔"

یہ حدیث معلم کے لیے مکمل ضابطۂ اخلاق ہے: تعلیم کو آسانی کے ساتھ جوڑنا اور غصے کی حالت میں فیصلہ نہ کرنا۔ صحیح بخاری میں بھی آپ ﷺ کا ارشاد ہے: «يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا»[25] "آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ ڈالو؛ خوش خبری دو، نفرت نہ دلاؤ۔"

"زاد المعاد" میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے صلحِ حدیبیہ سے جو فوائد اخذ کیے ہیں، ان میں ایک یہ ہے کہ نادان اور بدتمیز شخص کی بدسلوکی کو عام مصلحت کی خاطر برداشت کیا جائے:

«وَمِنْهَا: احْتِمَالُ قِلَّةِ أَدَبِ رَسُولِ الْكُفَّارِ وَجَهْلِهِ وَجَفْوَتِهِ، وَلَا يُقَابَلُ عَلَى ذَلِكَ؛ لِمَا فِيهِ مِنَ الْمَصْلَحَةِ الْعَامَّةِ»[26]

"اور ان فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ کفار کے قاصد کی بے ادبی، جہالت اور سخت مزاجی کو برداشت کیا جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے، کیونکہ اس میں عام مصلحت ہے۔" جب ایک مخالف قاصد کی بدتمیزی پر یہ تحمل ہے تو ایک کم عمر طالب علم کی غلطی پر تحمل بدرجۂ اولیٰ مطلوب ہے۔

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے سختی کے نقصانات پر ایک مستقل فصل لکھی ہے، جس کا عنوان ہی یہ ہے: "في ان الشدة على المتعلمين مضرة بهم"، اور اس میں فرماتے ہیں:

«وذلك أنّ إرهاف الحدّ بالتّعليم مضرّ بالمتعلّم سيّما في أصاغر الولد... ومن كان مرباه بالعسف والقهر من المتعلّمين... سطا به القهر وضيّق عن النّفس في انبساطها وذهب بنشاطها ودعاه إلى الكسل وحمل على الكذب والخبث»[27]

---

[22] عبد الرحمن بن محمد ابن خلدون، دیوان المبتدأ والخبر (تاریخ ابن خلدون)، تحقیق خلیل شحادۃ (بیروت: دار الفکر، ط2، 1408ھ/1988ء)، 1:734۔

[23] القرآن الکریم، آل عمران 3:159۔

[24] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:372۔

[25] محمد بن إسماعيل البخاري، صحيح البخاري، تحقيق مصطفى ديب البغا (دمشق: دار ابن كثير، ط5، 1414ھ/1993ء)، 1:38، رقم 69۔

[26] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 3:271۔

[27] ابن خلدون، دیوان المبتدأ والخبر، 1:743۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"تعلیم میں سختی سیکھنے والے کے لیے نقصان دہ ہے، خاص طور پر چھوٹے بچوں کے لیے... جس طالب علم کی پرورش ظلم اور جبر کے ساتھ ہو، اس پر جبر غالب آجاتا ہے، اس کی طبیعت کی کشادگی تنگ ہو جاتی ہے، اس کی چستی ختم ہو جاتی ہے، وہ سستی کی طرف مائل ہوتا ہے اور اسے جھوٹ اور مکاری پر آمادہ کر دیتا ہے۔"

ابن خلدون رحمہ اللہ کی یہ بات آج کی تعلیمی نفسیات کے نتائج سے پوری طرح ہم آہنگ ہے۔

چوتھا اصول: سوال، مکالمہ اور فکر کو ابھارنا

رسول اللہ ﷺ صرف معلومات نہیں دیتے تھے بلکہ سوال کر کے سوچنے پر آمادہ کرتے تھے۔ علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے "آدابہ ﷺ فی العلم" کے تحت اس کے لیے مستقل نوع قائم کی ہے: "الثالث: فی طرحہ ﷺ المسالۃ علی اصحابہ لیختبر ما عندہم من العلم"، اور اس میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی وہ مشہور روایت ذکر کی ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وهي مثل المسلم، حدثوني ما هي؟»[28]

"درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے، اور وہ مسلمان کی مثال ہے، مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟"

صحابہ کرام جنگل کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے، پھر آپ ﷺ نے بتایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے۔ اس روایت میں سوال کے ذریعے توجہ حاصل کرنا، تشبیہ کے ذریعے بات سمجھانا اور طلبہ کے ذہن کو متحرک کرنا، تینوں پہلو موجود ہیں۔

"زاد المعاد" میں یہی روح مشاورت کی صورت میں نظر آتی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے حدیبیہ کے فوائد میں لکھا ہے:

«وَمِنْهَا: اسْتِحْبَابُ مَشُورَةِ الْإِمَامِ رَعِيَّتَهُ وَجَيْشَهُ اسْتِخْرَاجًا لِوَجْهِ الرَّأْيِ وَاسْتِطَابَةً لِنُفُوسِهِمْ، وَأَمْنًا لِعَتَبِهِمْ وَتَعَرُّفًا لِمَصْلَحَةٍ يَخْتَصُّ بِعِلْمِهَا بَعْضُهُمْ دُونَ بَعْضٍ»[29]

"اور ان فوائد میں سے یہ بھی ہے کہ امام اپنی رعیت اور لشکر سے مشورہ کرے، تاکہ صحیح رائے نکل آئے، ان کے دل خوش ہوں، ان کی ناراضی کا اندیشہ نہ رہے، اور وہ مصلحت معلوم ہو جائے جس کا علم بعض لوگوں کو ہوتا ہے اور بعض کو نہیں۔"

یہ عبارت تعلیمی میدان میں "شرکتی تعلیم" کی بنیاد ہے: طلبہ سے رائے لینا ان کی عزتِ نفس بڑھاتا ہے اور سیکھنے کے عمل میں انہیں حصہ دار بناتا ہے۔

پانچواں اصول: انفرادی فرق کی رعایت

ہر طالب علم کی سمجھ، عمر اور حالت مختلف ہوتی ہے۔ "سبل الہدیٰ" میں اس کے لیے نہایت باریک عنوان قائم کیا گیا ہے: "الحادی عشر: فی تخصیصہ ﷺ بالعلم قوما دون قوم کراہیۃ ان لا یفہموا"، یعنی آپ ﷺ کا بعض علم کو کچھ لوگوں کے لیے خاص کرنا اس اندیشے سے کہ دوسرے اسے صحیح نہ سمجھ پائیں۔ اس کے تحت حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی گئی ہے کہ جب انہوں نے پوچھا کہ کیا لوگوں کو یہ خوش خبری سنا دوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إذن يتّكلوا» "تب تو وہ (عمل چھوڑ کر) اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔"[30]

---

[28] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:135۔

[29] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 3:268۔

[30] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:138۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"زاد المعاد" میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اسی اصول کو ایک مختصر مگر جامع جملے میں بیان کیا ہے:

«فَلِكُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ»[31]

"ہر موقع کے لیے ایک الگ بات ہوتی ہے۔" یہ جملہ اگرچہ ایک خاص فقہی مسئلے کے ضمن میں آیا ہے، مگر اس کا مفہوم عام ہے: معلم کو سامع کی حالت، عمر اور ضرورت کے مطابق گفتگو کرنی چاہیے۔ "سبل الہدیٰ" میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ ﷺ بعض اوقات سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دیتے تھے، جب آپ دیکھتے کہ اسے اس کی ضرورت ہے۔[32] آج کی اصطلاح میں اسے "متنوع تدریس" (Differentiated Instruction) کہا جاتا ہے، جس میں ہر طالب علم کو اس کی صلاحیت کے مطابق سکھایا جاتا ہے۔

چھٹا اصول: اعتدال، اختصار اور اکتاہٹ سے بچاؤ

سیکھنے والے کی توجہ کی ایک حد ہوتی ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے خطبے کے بارے میں لکھا ہے:

«وَكَانَ يُقَصِّرُ الْخُطْبَةَ وَيُطِيلُ الصَّلَاةَ، وَيُكْثِرُ الذِّكْرَ وَيَقْصِدُ الْكَلِمَاتِ الْجَوَامِعَ... وَكَانَ يُعَلِّمُ أَصْحَابَهُ فِي خُطْبَتِهِ قَوَاعِدَ الْإِسْلَامِ وَشَرَائِعَهُ»[33]

"آپ ﷺ خطبہ مختصر اور نماز لمبی رکھتے، ذکر زیادہ کرتے اور جامع کلمات کا انتخاب فرماتے... اور اپنے خطبے میں صحابہ کو اسلام کے بنیادی قواعد اور احکام سکھاتے۔"

یعنی خطبہ مختصر بھی تھا اور تعلیمی مقصد سے بھرپور بھی۔

"سبل الہدیٰ" میں یہی اصول "الرابع: فی تخولہ ﷺ اصحابہ فی الموعظۃ والعلم کی لاینفروا" کے عنوان سے آیا ہے، اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا گیا ہے:

«كان رسول الله ﷺ يتخوّلنا بالموعظة كراهة السآمة علينا»[34]

"رسول اللہ ﷺ ہمیں وقفے وقفے سے نصیحت فرماتے تھے، اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ ہم اکتا جائیں۔"

اس کے برعکس آپ ﷺ اس وقت ناراض ہوئے جب ایک امام کی لمبی نماز کی وجہ سے لوگ شکایت کرنے لگے، اور فرمایا: «إن منكم منفرين» "تم میں سے کچھ لوگ (دین سے) متنفر کرنے والے ہیں۔"[35] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم کی مقدار اور دورانیہ سیکھنے والے کی برداشت کے مطابق ہونا چاہیے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں، جب طلبہ کی توجہ کا دورانیہ کم ہو رہا ہے، یہ اصول اور بھی اہم ہو گیا ہے۔

---

[31] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 271:3۔

[32] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 138:9۔

[33] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 412:1۔

[34] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 135:9۔

[35] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 136:9۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ساتواں اصول: قدوہ، سچائی اور علمی تواضع

معلم کا کردار اس کے الفاظ سے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے آپ ﷺ کے اندازِ گفتگو کے ضمن میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ بے مقصد گفتگو نہیں فرماتے تھے اور:

«وَلَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا»[36]

"آپ ﷺ نہ بدزبان تھے، نہ بدزبانی کرنے والے اور نہ شور مچانے والے۔"

کلاس روم میں چیخنا، طنز کرنا اور تحقیر آمیز الفاظ استعمال کرنا اسی "صخب" اور "فحش" کی صورتیں ہیں جن سے نبوی طرزِ تعلیم پاک ہے۔

علمی تواضع کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ جو بات معلوم نہ ہو، اس کے بارے میں صاف کہہ دیا جائے کہ مجھے معلوم نہیں۔ علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے "آدابہ ﷺ فی العلم" کا آغاز ہی اس نوع سے کیا ہے: "الاول: فی قولہ ﷺ لا ادری، واللہ اعلم، اذا سئل عن شیء لا یعلمہ"، اور اس کے تحت وہ روایت ذکر کی ہے کہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی جگہ سب سے بری ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: «لا أدري»، یہاں تک کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھ کر بتایا۔[37] جب سید المرسلین ﷺ کا یہ طرزِ عمل ہے تو کسی معلم کے لیے "مجھے معلوم نہیں، تحقیق کر کے بتاؤں گا" کہنا کمزوری نہیں بلکہ دیانت اور قدوہ ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول "بذل السلام للعالم" (ہر ایک کو سلام کرنا) کی تشریح میں لکھا ہے:

«وَبَذْلُ السَّلَامِ لِلْعَالِمِ يَتَضَمَّنُ تَوَاضُعَهُ، وَأَنَّهُ لَا يَتَكَبَّرُ عَلَى أَحَدٍ، بَلْ يَبْذُلُ السَّلَامَ لِلصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ، وَالشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ»[38]

"ہر ایک کو سلام کرنا آدمی کی تواضع کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ کسی پر تکبر نہیں کرتا، بلکہ چھوٹے بڑے اور معزز و عام سب کو سلام کرتا ہے۔" معلم کا طلبہ کو سلام میں پہل کرنا ایک چھوٹا سا عمل ہے، مگر اس سے کلاس روم کا ماحول بدل جاتا ہے۔

سچائی کی تربیت کے بارے میں ڈاکٹر عبد المجید بیانونی نے ایک اہم تنبیہ کی ہے:

«ما أكثر ما يتساهل الآباء والمربون بالكذب على الأطفال، ويظنون أن الأطفال لا يدركون، ولا يعون، ثم يشتكون من أطفالهم أنهم يكذبون، وهم الذين علموهم الكذب، وهم لا يشعرون»[39]

"والدین اور مربی بچوں سے جھوٹ بولنے میں کتنی بے پروائی برتتے ہیں! وہ سمجھتے ہیں کہ بچے نہ سمجھتے ہیں نہ یاد رکھتے ہیں، پھر شکایت کرتے ہیں کہ بچے جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ انہوں نے خود بے خبری میں انہیں جھوٹ سکھایا ہوتا ہے۔" یہ بات اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ تربیت زبان سے کم اور عمل سے زیادہ ہوتی ہے۔

آٹھواں اصول: محبت، حوصلہ افزائی، شمولیت اور ہر طبقے کا حق

نبوی تعلیم کسی ایک طبقے تک محدود نہیں تھی۔ "سبل الہدیٰ" میں "سیرتہ ﷺ فی الاطفال ومحبتہ لہم ومداعبتہ ایاہم" کے عنوان سے ایک مستقل باب ہے، جس میں آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ محبت بھرے برتاؤ کی متعدد مثالیں جمع ہیں۔ ان میں یہ واقعہ بھی ہے کہ ایک دیہاتی نے حیرت سے پوچھا کہ کیا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو نہیں دیتے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «أو أملك أن نزع الله من قلبك الرحمة» "اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت نکال لی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں؟" اور

---

[36] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 1:175۔

[37] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:134۔

[38] ابن قیم الجوزیۃ، زاد المعاد، 2:374۔

[39] البیانوني، مواقف تربوية من هدي الرسول ﷺ، ص86، 86۔ https://aljam3.com/ar/60294/100701/

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

جب اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس بچے ہیں، میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: «إن من لا يرحم لا يرحم» "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔"[40]

اسی باب میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بیٹوں عبد اللہ، عبید اللہ اور کثیر کو قطار میں کھڑا کرتے اور فرماتے:

«من سبق إليّ فله كذا وكذا، فيستبقون إليه فيقعون على ظهره وصدره، فيقبلهم ويلتزمهم»[41]

"جو میرے پاس پہلے پہنچے گا اسے یہ یہ ملے گا، تو وہ دوڑ کر آتے اور آپ کی پشت اور سینے پر گر پڑتے، آپ ﷺ انہیں بوسہ دیتے اور گلے لگا لیتے۔"

اس روایت میں کھیل، انعام، جسمانی سرگرمی اور محبت کا اظہار، سب ایک ساتھ موجود ہیں، جو بچوں کی نشوونما کے لیے بنیادی ضرورت ہیں۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی "زاد المعاد" میں ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ بچوں کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے۔[42]

سیکھنے والے کا استقبال اور حوصلہ افزائی بھی اسی محبت کا حصہ ہے۔ "سبل الہدیٰ" میں "السابع: في ترحيبه ﷺ بمن قعد اليه يطلب الخير" کے تحت یہ ذکر ہے کہ جب وفدِ عبد القیس علم حاصل کرنے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«مرحبا بالوفد أو بالقوم غير خزايا ولا ندامى»[43]

"خوش آمدید اس وفد کو، نہ رسوا ہونے والے اور نہ شرمندہ ہونے والے۔"

اسی طرح "السابع عشر: في ادنائه السائل اليه" کے تحت یہ روایت ہے کہ ایک نوجوان نے دعا سکھانے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: «ادنه» "قریب آجاؤ"، یہاں تک کہ اس کا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے سے ملنے لگا، پھر آپ نے اسے دعا سکھائی۔[44] یہ دونوں روایتیں بتاتی ہیں کہ سیکھنے والے کو خوش دلی سے خوش آمدید کہنا اور اسے قریب بٹھانا اس کے دل سے جھجک دور کرتا ہے اور سیکھنے کا شوق بڑھاتا ہے۔

"زاد المعاد" میں امام ابن قیم رحمہ اللہ نے حدیبیہ کے فوائد میں "استحباب التفاؤل" کو بھی شمار کیا ہے، یعنی اچھی فال لینا مستحب ہے، کیونکہ جب سہیل بن عمرو آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: «سهل أمركم» "تمہارا معاملہ آسان ہو گیا۔"[45] تعلیمی میدان میں اس کا مطلب یہ ہے کہ معلم طلبہ کے سامنے مایوسی کے بجائے امید اور مثبت سوچ پیش کرے۔ جو طالب علم بار بار "تم نالائق ہو" سنتا ہے وہ واقعی ہمت ہار بیٹھتا ہے، اور جسے حوصلہ ملتا ہے وہ اپنی صلاحیت سے بڑھ کر کام کر دکھاتا ہے۔

ڈاکٹر بیانونی نے ان مواقف کی روشنی میں لکھا ہے:

«أعلى ما عرفت الإنسانية من صور التربية: التربية باللحظ والإشارة، وهي تقوم على العلاقة الحميمة بين المربي والطفل»[46]

"انسانیت نے تربیت کی جو صورتیں جانی ہیں ان میں سب سے بلند صورت آنکھ کے اشارے اور ہلکے اشارے سے تربیت ہے، جس کی بنیاد مربی اور بچے کے درمیان گہرے محبت بھرے تعلق پر ہوتی ہے۔"

---

[40] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:368۔

[41] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:369۔

[42] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 2:375۔

[43] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:136۔

[44] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:139۔

[45] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 3:271۔

[46] البيانوني، مواقف تربوية من هدي الرسول ﷺ، ص21، 21/100701/60294/https://aljam3.com/ar۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

شمولیت کا دوسرا پہلو خواتین کی تعلیم ہے۔ "سبل الہدیٰ" میں "العاشر: فی جعلہ ﷺ یوما للنساء علی حدۃ فی العلم" کے تحت یہ روایت ہے کہ خواتین نے عرض کیا: مرد آپ کے پاس آنے میں ہم سے آگے بڑھ گئے ہیں، ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر فرما دیجیے:

«فوعدهن يوما لقيهن فيه فوعظهن وأمرهن»[47]

"تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا، اس دن ان سے ملے، انہیں نصیحت کی اور احکام بتائے۔" یہ روایت اس بات کی روشن دلیل ہے کہ تعلیم میں خواتین کا حق تسلیم شدہ ہے، اور ان کے لیے مناسب انتظام کرنا خود نبوی سنت ہے۔

4: تقابلی جائزہ

گزشتہ مباحث سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں کتب ایک ہی سرچشمے، یعنی سیرتِ طیبہ، سے فیض یاب ہیں، مگر ان کا انداز، ترتیب اور مقصد مختلف ہے۔ ذیل کے جدول میں ان کا تقابل پیش کیا جاتا ہے:

پہلو	زاد المعاد	سبل الہدیٰ والرشاد
مصنف و زمانہ	امام ابن قیم رحمہ اللہ (م 751ھ)	علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ (م 942ھ)
بنیادی مقصد	نبوی طریقے (ہدی) کو سمجھ کر اس پر عمل اور اس سے فقہی و عملی فوائد اخذ کرنا	سیرت کے تمام پہلوؤں کو جامع انداز میں جمع کرنا
ترتیب	موضوعاتی فصول: "فصل فی ہدیہ ﷺ فی..."	"جماع ابواب" ← "ابواب" ← "انواع" ← "تنبیہات"
تعلیمی مواد کی صورت	گفتگو، خطبہ اور واقعات کی فصول میں ضمناً	"آدابہ ﷺ فی العلم" جیسے مستقل ابواب میں صراحتاً
منہجِ استنباط	ہر واقعے کے بعد "ومنہا" کے ساتھ فوائد کی فہرست	روایات کی درجہ بندی اور عنوانات کے ذریعے اصول کی طرف اشارہ
روایات کا دائرہ	منتخب اور مختصر	نہایت وسیع؛ تین سو سے زائد مصادر
بچوں اور خواتین کا ذکر	سلام اور معاشرت کی فصول میں	"سیرتہ ﷺ فی الاطفال" اور "یوما للنساء" کے مستقل عنوانات
محقق کے لیے فائدہ	استنباط کا طریقہ سکھاتی ہے	دلائل کا وسیع ذخیرہ فراہم کرتی ہے

روایات کی تنقیح کا منہج

دونوں مصنفین نے روایات کی صحت کا اہتمام کیا ہے، مگر ان کا انداز مختلف ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ متن کے درمیان ہی کسی کمزور روایت پر حکم لگا دیتے ہیں؛ مثلاً حدیبیہ کے فوائد کے ضمن میں بیت المقدس سے احرام باندھنے کی فضیلت والی ایک روایت کے بارے میں انہوں نے صاف لکھا کہ "یہ حدیث ثابت نہیں، اور اس کی سند اور متن دونوں میں شدید اضطراب ہے"۔[48] دوسری طرف علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے مقدمے میں یہ اصول طے کر دیا کہ وہ کوئی من گھڑت روایت ذکر

---

[47] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 9:137۔

[48] ابن قيم الجوزية، زاد المعاد، 3:267۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

نہیں کریں گے، اور ہر باب کے آخر میں "تنبیہات" کے ذریعے مشکل مقامات کی وضاحت اور بظاہر متعارض روایات میں تطبیق دیں گے۔[49] تاہم "سبل الہدیٰ" چونکہ ایک جامع مجموعہ ہے، اس لیے اس میں بعض ضعیف روایات بھی آ گئی ہیں، جن کی نشاندہی محققین نے حواشی میں کی ہے۔ اس لیے تعلیمی اصولوں کے استنباط میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بنیادی استدلال صحیح روایات پر رکھا جائے اور دیگر روایات کو تائید کے طور پر لیا جائے، جیسا کہ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے۔

موافقت کے پہلو

دونوں کتب اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا طرزِ تعلیم وضاحت، تکرار، نرمی، اعتدال اور سامع کی رعایت پر مبنی تھا۔ کئی مقامات پر دونوں ایک ہی روایات پر انحصار کرتی ہیں، جیسے بات کو تین بار دہرانے اور واضح کلام کی روایات۔ مزید یہ کہ "سبل الہدیٰ" نے "زاد المعاد" کی عبارت براہِ راست نقل کر کے اس ہم آہنگی کو خود واضح کر دیا ہے۔

امتیاز کے پہلو

"زاد المعاد" کا امتیاز اس کا تجزیاتی اور استنباطی مزاج ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کسی واقعے سے صرف تاریخی معلومات نہیں لیتے بلکہ اس سے زندگی کے لیے رہنما اصول نکالتے ہیں، جیسے مشاورت، تحمل اور "لکل مقام مقال"۔ اس کے برعکس "سبل الہدیٰ" کا امتیاز اس کی جامعیت اور ترتیب ہے۔ علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ نے تعلیم سے متعلق روایات کو ایک جگہ جمع کر کے ان پر ایسے عنوانات قائم کیے ہیں جو خود اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً "تخصیصہ بالعلم قوما دون قوم کراہیۃ ان لایفہموا" یا "تخولہ اصحابہ فی الموعظۃ کی لاینفروا"۔

تکمیل کا پہلو

اس تقابل کا سب سے اہم نتیجہ یہ ہے کہ دونوں کتب ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں۔ "زاد المعاد" ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ سیرت سے اصول کیسے اخذ کیے جائیں، اور "سبل الہدیٰ" ہمیں وہ وسیع مواد فراہم کرتی ہے جس پر یہ طریقہ لاگو کیا جا سکے۔ ایک معلم یا محقق اگر دونوں کو ساتھ پڑھے تو اسے منہج بھی ملتا ہے اور مواد بھی۔

حصہ پنجم: معاصر اطلاق

علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیم کے زوال کے اسباب پر غور کرتے ہوئے ایک جامع تقسیم پیش کی ہے:

«وفساد التعليم إما من فساد المعلّم، أو من فساد التأليف، أو من جهة النظام العام»[50]

"تعلیم کی خرابی یا تو معلم کی خرابی سے ہوتی ہے، یا نصابی کتب کی خرابی سے، یا عمومی نظام کی طرف سے۔" انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ معاشرتی زندگی کے نظام میں تیز رفتار تبدیلی نے تعلیم کے اسالیب، مطلوبہ علوم کی مقدار اور طلبہ کی صلاحیت کو زمانے کی ضرورت کے مطابق بدلنے کا تقاضا کیا ہے۔[51] اسی تقسیم کو بنیاد بنا کر ذیل میں نبوی اصولوں کا معاصر اطلاق پیش کیا جاتا ہے:

---

[49] الصالحي الشامي، سبل الهدى والرشاد، 1:3۔

[50] ابن عاشور، أليس الصبح بقريب، ص101، 101۔https://aljam3.com/ar/60925/101360/101۔

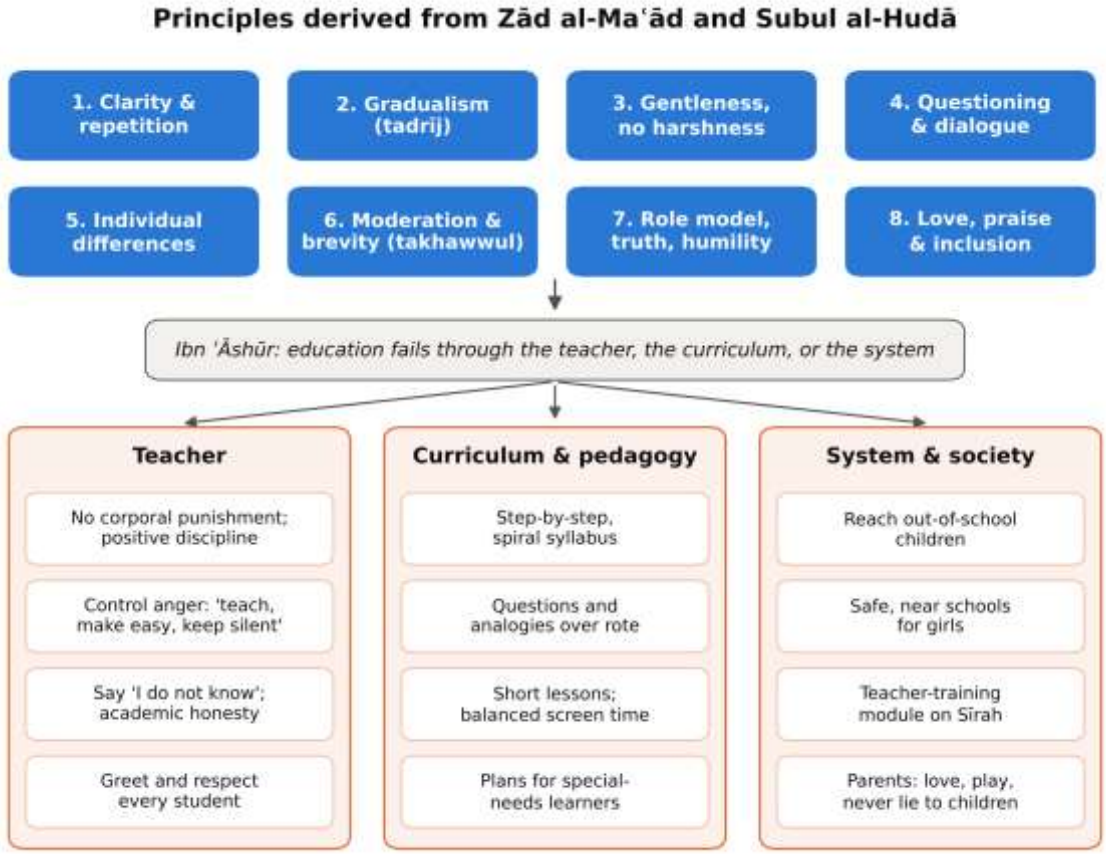
[51] ابن عاشور، أليس الصبح بقريب، ص100۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337



شکل 1: "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ" سے مستنبط اصولِ تعلیم و تربیت اور معلم، نصاب اور نظام کی سطح پر ان کا معاصر اطلاق

معلم کی سطح پر

پاکستان کے تعلیمی اداروں میں جسمانی سزا اور ذہنی تحقیر ایک پرانا مسئلہ رہا ہے۔ وفاقی دارالحکومت میں 2021ء کے قانون نے بچوں کی جسمانی سزا کو ہر صورت میں ممنوع قرار دیا ہے:

"corporal punishment of children by any person is prohibited in all its forms"[52]

"کسی بھی شخص کی جانب سے بچوں کو ہر قسم کی جسمانی سزا دینا ممنوع ہے۔"

[52]Islamabad Capital Territory Prohibition of Corporal Punishment Act, 2021, sec. 3(2).

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

یہ قانون دراصل اسی اصول کی عملی صورت ہے جو حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی گواہی ("نہ جھڑکا، نہ مارا، نہ برا کہا") اور علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی تحقیق ("سختی طالب علم کے لیے نقصان دہ ہے") میں صدیوں پہلے بیان ہو چکا تھا۔ لیکن قانون کافی نہیں؛ اصل ضرورت یہ ہے کہ اساتذہ کی تربیت میں نبوی ہدایت «علّموا ویسّروا... وإذا غضبت فاسكت» کو بنیادی تربیتی اصول بنایا جائے، اور انہیں کلاس روم میں نظم وضبط کے متبادل، نرم اور مؤثر طریقے سکھائے جائیں۔

معلم کے لیے دوسرا اہم اصول علمی دیانت ہے۔ آج جب طلبہ انٹرنیٹ اور مصنوعی ذہانت کے ذریعے ہر سوال کا فوری جواب ڈھونڈ لیتے ہیں، معلم کا "لاادری" کہنا اور پھر طلبہ کے ساتھ مل کر تحقیق کرنا، انہیں علمی تواضع اور تحقیق کا ذوق سکھا سکتا ہے۔

نصاب اور طریقۂ تدریس کی سطح پر

ہمارے نظامِ تعلیم کی ایک بڑی کمزوری رٹا اور امتحانی نمبروں پر حد سے زیادہ زور ہے۔ نبوی طرزِ تعلیم میں سوال، تشبیہ اور مکالمہ (جیسا کہ کھجور کے درخت والی روایت میں ہے) فہم اور فکر کو بنیاد بناتے ہیں۔ نصاب سازی میں امام ابن قیم رحمہ اللہ کے بیان کردہ "تدریج" اور علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کے قاعدے "شیئاً فشیئاً وقلیلاً قلیلاً" کو پیشِ نظر رکھا جائے تو نصاب کا بوجھ کم اور فہم زیادہ ہو سکتا ہے۔

"تخول" کا اصول، یعنی وقفے وقفے سے نصیحت تاکہ اکتاہٹ نہ ہو، آج کے ڈیجیٹل دور میں نئی معنویت رکھتا ہے۔ اسمارٹ فون اور سوشل میڈیا نے بچوں کی توجہ کا دورانیہ کم کر دیا ہے۔ اس لیے سبق کو مختصر حصوں میں تقسیم کرنا، درمیان میں سوال وجواب اور سرگرمیاں رکھنا، اور اسکرین کے استعمال میں اعتدال پیدا کرنا، سب اسی نبوی اصول کا تقاضا ہیں۔

"لکل مقام مقال" اور "کراہیۃ ان لایفہموا" کے اصول خصوصی ضرورت والے بچوں (Special Needs) اور سیکھنے میں مشکلات کا شکار طلبہ کے لیے انفرادی منصوبہ بندی کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ دینی مدارس اور عصری اسکول دونوں میں یہ رجحان عام ہے کہ سب طلبہ کو ایک ہی رفتار سے چلایا جائے، جبکہ نبوی طریقہ ہر سیکھنے والے کی سطح کا لحاظ رکھنے کا ہے۔

نظام اور معاشرے کی سطح پر

پاکستان میں تعلیم تک رسائی اب بھی ایک بڑا چیلنج ہے۔ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف ایجوکیشن کی رپورٹ کے مطابق 22–2021ء میں اسکول سے باہر بچوں کی شرح اگرچہ 17–2016ء کے 44 فیصد سے کم ہو کر 39 فیصد رہ گئی، لیکن ان کی کل تعداد 2 کروڑ 20 لاکھ سے بڑھ کر تقریباً 2 کروڑ 62 لاکھ ہو گئی ہے۔[53] نبوی سنت "یومالنساء" اس بات کی رہنمائی کرتی ہے کہ جو طبقہ تعلیم میں پیچھے رہ جائے، اس کے لیے خصوصی انتظام کرنا ریاست اور معاشرے کی ذمہ داری ہے۔ بچیوں کے لیے محفوظ اور قریب اسکول، خواتین اساتذہ کی دستیابی اور والدین کی آگاہی اسی سنت کی عملی صورتیں ہیں۔

دینی مدارس ہمارے تعلیمی نظام کا ایک اہم حصہ ہیں، اور ان کی بنیاد ہی سیرت اور حدیث کی تعلیم پر ہے۔ اس لیے ان اداروں پر یہ ذمہ داری اور زیادہ ہے کہ وہ نبوی طرزِ تدریس کا عملی نمونہ بنیں۔ حفظ کے حلقوں میں سختی کے بجائے شفقت، درسِ نظامی کی کتب میں تدریج اور فہم پر زور، اور طلبہ کو سوال کرنے کی حوصلہ افزائی، یہ سب "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ" میں بیان کردہ اصولوں کا براہِ راست تقاضا ہیں۔ اسی طرح عصری اسکولوں میں اخلاقی تربیت کو محض ایک مضمون تک محدود رکھنے کے بجائے اسے پورے تعلیمی ماحول کا حصہ بنانا ضروری ہے، کیونکہ نبوی منہج میں تعلیم اور تزکیہ ہمیشہ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔

---

[53] Pakistan Institute of Education, Pakistan Education Statistics 2021–22 (Islamabad: Pakistan Institute of Education, 2024), 8.

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

گھر بھی تعلیمی نظام کا حصہ ہے۔ بچوں کو سلام کرنا، ان سے کھیلنا، ان سے پیار کا اظہار کرنا اور ان سے کبھی جھوٹ نہ بولنا، یہ سب وہ نبوی آداب ہیں جن کی تفصیل "سبل الہدیٰ" اور "زاد المعاد" میں موجود ہے۔ اگر والدین اور اساتذہ مل کر ان آداب کو اپنائیں تو بچے کی شخصیت میں اعتماد، سچائی اور محبت کی بنیاد پڑ سکتی ہے۔

ڈیجیٹل اور مصنوعی ذہانت کے دور میں

آج کا طالب علم ایک ایسی دنیا میں بڑا ہو رہا ہے جہاں معلومات انگلی کی ایک جنبش پر دستیاب ہیں، مگر حکمت اور کردار کی تربیت پہلے سے زیادہ مشکل ہو گئی ہے۔ اس صورتِ حال میں نبوی اصول کئی پہلوؤں سے رہنمائی کرتے ہیں۔ اول، "وضاحت اور تکرار" کا اصول یاد دلاتا ہے کہ معلومات کی کثرت فہم کی ضمانت نہیں؛ معلم کا اصل کام معلومات کو ترتیب دینا اور ان کا مفہوم واضح کرنا ہے۔ دوم، "تخول" کا اصول بتاتا ہے کہ مسلسل اسکرین کے سامنے رہنا ذہنی تھکن اور اکتاہٹ پیدا کرتا ہے، اس لیے ڈیجیٹل تعلیم میں بھی وقفے اور توازن ضروری ہیں۔ سوم، "لا ادری" کی سنت طلبہ کو یہ سکھاتی ہے کہ ہر سوال کا فوری جواب درست نہیں ہوتا، اور معلومات کو پرکھنا اور تحقیق کرنا علم کا لازمی حصہ ہے۔ چہارم، "قدوہ" کا اصول اس دور میں اور بھی اہم ہو جاتا ہے، کیونکہ مشین معلومات تو دے سکتی ہے مگر کردار کا نمونہ صرف ایک زندہ انسان ہی پیش کر سکتا ہے۔ یوں نبوی منہج ٹیکنالوجی کا مخالف نہیں، بلکہ اسے انسانی تربیت کے تابع رکھنے کی رہنمائی کرتا ہے۔

خلاصۂ بحث

اس مقالے میں امام ابن قیم رحمہ اللہ کی "زاد المعاد" اور علامہ صالحی شامی رحمہ اللہ کی "سبل الہدیٰ والرشاد" سے تعلیم و تربیت کے اصول اخذ کیے گئے اور ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا۔ مطالعے سے یہ بات سامنے آئی کہ "زاد المعاد" سیرت سے اصول نکالنے کا ایک واضح منہج رکھتی ہے، جبکہ "سبل الہدیٰ" تعلیمی آداب پر مستقل ابواب کے ساتھ دلائل کا وسیع ذخیرہ فراہم کرتی ہے۔ دونوں کتب سے آٹھ بنیادی اصول اخذ ہوئے: وضاحت و تکرار، تدریج، نرمی و شفقت، سوال و مکالمہ، انفرادی فرق کی رعایت، اعتدال و اختصار، قدوہ و سچائی و تواضع، اور محبت و حوصلہ افزائی و شمولیت۔ ان اصولوں کی تائید امام غزالی، علامہ ابن خلدون، علامہ ابن عاشور اور ڈاکٹر بیانونی جیسے اہلِ علم کی آرا سے بھی ہوتی ہے۔ معاصر اطلاق کے لیے علامہ ابن عاشور رحمہ اللہ کی سہ گانہ تقسیم (معلم، نصاب، نظام) کو بنیاد بنا کر ایک عملی خاکہ پیش کیا گیا۔

نتائجِ تحقیق

1۔ "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ والرشاد" دونوں میں تعلیم و تربیت کا وافر مواد موجود ہے؛ پہلی کتاب میں یہ مواد زیادہ تر "ہدی" کی فصول اور واقعات کے فوائد میں ضمنی طور پر، جبکہ دوسری میں "آدابہ ﷺ فی العلم" اور "سیرتہ ﷺ فی الاطفال" جیسے مستقل ابواب میں صراحت کے ساتھ آیا ہے۔

2۔ دونوں کتب ایک دوسرے کی تکمیل کرتی ہیں: "زاد المعاد" منہجِ استنباط سکھاتی ہے اور "سبل الہدیٰ" دلائل کا منظم ذخیرہ فراہم کرتی ہے؛ نیز "سبل الہدیٰ" نے "زاد المعاد" سے براہِ راست استفادہ بھی کیا ہے۔

3۔ دونوں کتب سے اخذ شدہ آٹھ اصول ایک مربوط نبوی منہجِ تعلیم کی تشکیل کرتے ہیں، جس کا مرکز سیکھنے والے کا فہم، اس کی عزتِ نفس اور اس کی اخلاقی تعمیر ہے۔

4۔ نبوی منہج سختی، تحقیر اور بے جا طوالت کی نفی کرتا ہے، اور علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی تحقیق نیز پاکستان کا 2021ء کا قانون اسی نتیجے کی تائید کرتے ہیں۔

5۔ تعلیم میں خواتین اور بچوں کا خصوصی لحاظ نبوی سنت کا حصہ ہے، اور اسکول سے باہر بچوں، خصوصاً بچیوں، کا مسئلہ اسی سنت کی روشنی میں ترجیحی بنیاد پر حل طلب ہے۔

تجاویز و سفارشات

1۔ اساتذہ کی تربیت کے سرکاری اور نجی پروگراموں میں "نبوی منہجِ تدریس" کا ایک لازمی ماڈیول شامل کیا جائے، جس میں "زاد المعاد" اور "سبل الہدیٰ" کے متعلقہ ابواب بطورِ مطالعہ رکھے جائیں۔

2۔ دینی مدارس اور عصری اسکولوں میں سزا کے بجائے نرمی، حوصلہ افزائی اور مثبت نظم و ضبط کی پالیسی نافذ کی جائے، اور اس پر عمل درآمد کی نگرانی کی جائے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

3۔ نصاب سازی میں تدریج، اختصار اور سوال پر مبنی تدریس کو بنیادی اصول بنایا جائے، تاکہ رٹے کے بجائے فہم کو فروغ ملے۔

4۔ اسکول سے باہر بچوں، بالخصوص بچیوں، کے لیے "یوماللنساء" کی نبوی سنت کی روشنی میں خصوصی منصوبے بنائے جائیں، جن میں محفوظ رسائی، خواتین اساتذہ اور والدین کی آگاہی شامل ہو۔

5۔ جامعات کے شعبہ ہائے علومِ اسلامیہ میں سیرت کی دیگر بڑی کتب (جیسے "الشفا"، "المواہب اللدنیہ" اور "السیرۃ الحلبیہ") سے بھی اسی طرز پر تعلیمی و تربیتی اصول اخذ کرنے کے تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

مصادر و مراجع

- **عربی مصادر**
- القرآن الكريم.
- ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد. ديوان المبتدأ والخبر في تاريخ العرب والبربر (تاريخ ابن خلدون). تحقيق خليل شحادة. ط 2. بيروت: دار الفكر، 1408ھ/1988ء.
- ابن عاشور، محمد الطاهر. أليس الصبح بقريب: التعليم العربي الإسلامي، دراسة تاريخية وآراء إصلاحية. نسخہ رقمیہ. مكتبة المسجد النبوي (منصة الجامع).
- ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر. زاد المعاد في هدي خير العباد. تحقيق شعيب الأرنؤوط وعبد القادر الأرنؤوط. ط 27. بيروت: مؤسسة الرسالة، 1415ھ/1994ء.
- أبو غدة، عبد الفتاح. الرسول المعلم ﷺ وأساليبه في التعليم. حلب: مكتب المطبوعات الإسلامية؛ بيروت: دار البشائر الإسلامية، 1417ھ/1996ء.
- البخاري، محمد بن إسماعيل. صحيح البخاري. تحقيق مصطفى ديب البغا. ط 5. دمشق: دار ابن كثير، 1414ھ/1993ء.
- البيانوني، عبد المجيد. مواقف تربوية من هدي الرسول ﷺ. نسخہ رقمیہ. مكتبة المسجد النبوي (منصة الجامع).
- الصالحي الشامي، محمد بن يوسف. سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد. تحقيق عادل أحمد عبد الموجود وعلي محمد معوض. بيروت: دار الكتب العلمية، 1414ھ/1993ء.
- الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد. إحياء علوم الدين. بيروت: دار المعرفة، س ن.
- مسلم بن الحجاج. صحيح مسلم. تحقيق محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت: دار إحياء التراث العربي، س ن.
- **English Sources**
- Islamabad Capital Territory Prohibition of Corporal Punishment Act, 2021.
- Pakistan Institute of Education. Pakistan Education Statistics 2021–22. Islamabad: Pakistan Institute of Education, 2024.